با اجازت انجمن حنفی مسجد بیگم شاہی لاہور کو حق چھپوائی ہے

الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان ۱۹۰۳ء

تا

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره

فیصلہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ در وقوع طلاق مجموعی

باتفاق

اصحاب احباب و اجماع ارباب اولی الالباب

مسمی بہ

ارشاد الحق المبین لہدایت الجاہل الغبین

از انفاس فقیر حقیر عبد القادر قریشی بھیروی

در مطبع فیض عام لاہور میں طبع گردید

مسجد بیگم شاہی کا چھپا ہوا رسالہ جس پر دستخط مؤلف کے نہ ہونگے وہ مسروقہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ھادی لہٗ۔ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ ونشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاھرین۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ تزوجوا الودود الولود فانی مباھی بکم الامم یوم القیامۃ ولو بالسقط۔ قال اللہ تعالیٰ۔ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔ نکاح فرض ہے۔ واجب ہے۔ سنت ہے۔ مکروہ ہے۔ حرام ہے۔

فرض اس پر جسکو سوا نکاح کے بغیر شہوت زنا کا یقین ہو۔ واجب اس پر کہ اس درجہ کو کم ہو۔ مگر غلبہ شہوت کا ہو۔ سنت اس پر جو معتدل مزاج ہو۔ مکروہ اس پر جو حقوق زوجہ کے ادا کرنے میں تامل ہو۔ حرام اس پر جو ادائے حقوق میں بالیقین عاجز ہو۔ فرض واجب وسنت احکام مذکورہ اس کے واسطے ہیں جو مہر و نان و نفقہ دے سکنے اور صحبت منکوحہ پر قدرت رکھتا ہو۔ ورنہ جسقدر مفلس وضعیف ہو اسیقدر حکم بھی خفیف ہوتا جاتا ہو اگر یقیناً ادائے حقوق سے عاجز ہے تو حرام۔

فرائض وارکان نکاح

دو لفظ ایک ایجاب۔ دوسرا قبول۔ دونوں بصیغہ ماضی ہوں۔ یا ایک بلفظ امر دوم ماضی۔ مگر یہ لفظ ایسے ہوں جو موضوع برائے تملیک رقبہ ہیں۔ جیسا تزویج۔ نکاح۔ تملیک۔ ہبہ۔ صدقہ۔ عطیہ۔ قرض۔ شرا۔ بیع۔ جو برائے تملیک منافع ہیں وہ مفید نکاح نہیں ہیں۔ جیسے اجارہ۔ وصیت۔ امانت۔ اعارہ۔ وصیت۔ اجازت وغیرہ۔ کیونکہ یہ برائے تملیک رقبہ نہیں۔ اور نکاح تملیک و قبول رقبہ کا نام ہے۔ جیسا ایک کہے۔ زوجتک۔ یا زوجت نفسی منک یعنے تیرے ساتھ نکاح کیا۔ دوسرا کہے قبلت یعنے قبول کیا۔ یہ لفظ ماضی ہیں۔ شارع نے اسکو انشاء قرار دیا۔

شرائط نکاح

نکاح مسلم کی شرائط یہ ہیں۔ ۱ ہر دو محل صالح نکاح ہوں۔ یعنے عاقل بالغ اصیل یا علیہ۔ عقل برائے انعقاد اور اصالت وبلوغ برائے نفاذ نکاح۔

۲ عاقدین میں سے ہر ایک دوسرے کے ایجاب وقبول سنے۔

۳ شہادت شاہدین عاقلین بالغین فاہمین۔ یعنے سمجھتے ہوں کہ یہ نکاح کے الفاظ ہیں۔

۴ دونوں شاہد زوجین ایجاب وقبول سننے میں مجتمع ہوں۔

۵ عورت بالغہ کی رضامندی۔

۶ نابالغہ کی صورت میں ولی اقرب۔ یعنے باپ دادا ولی۔

۷ اتحاد مجلس در ایجاب وقبول۔ یعنے ایک کا ایجاب دوسرے کو جس مجلس میں پہنچے اوسی مجلس میں قبول ہو۔ تو صحیح۔ اگر مجلس بدلے یعنے ایک حالت سے دوسری حالت اختیار کرے۔ مکان میں ہو یا کام میں۔ تو یہ قبول نامنظور۔

ایجاب وقبول باہم مخالف نہوں - اس طرح کہ ایک نے ایجاب کیا تزوجت نفسی یا بنتی بک علے الف درہم - اپنا نفس یا بیٹی کو ہزار روپیہ حق حلال پر تیرے ساتھ نکاح کیا - تو دوسرا کہے قبلت النکاح ولا اقبل المہر - یعنے نکاح قبول کیا اور مہر نا منظور تو یہ نکاح باطل -

پنجم - ایجاب نکاح کے کل جسم یا اس عضو کی طرف ہو جسکے ساتھ کل سے تعبیر کیجاتی ہو یعنے نکاح کیا تیرے ساتھ - یا تیرے سر کے ساتھ - یا سینے کے ساتھ - یا پیٹ کے ساتھ - اور اگر کہے تیرے ہاتھ یا پیر یا آنکھ یا ناک یا کان کے ساتھ تو نکاح باطل ہے -

ششم - زوجین معلوم ہوں اسم اور صفت ہوں - جس میں اشتراک وابہام کا دخل نہو - مثلاً فلانے کی بیٹی یا بیٹا اس نام والا - اور اگر ایک بیٹی یا بیٹا ہو تو نام کی ضرورت نہیں ہے

احکام نکاح

حق شوہر بوجہ ماذون [illegible] زوجہ - گھر میں رکھنا - باہر نہ جانے دینا - اگر جاوے تو باجازت خاوند - وجوب مہر مسمی جو بوقت نکاح مقرر ہوا - اگر نہیں ہوا تو مہر وجوب مہر مثل - جو زوجہ کے خاندان کی عورات کا ہے - اگر خاندان نہو تو اسی بستی کا مہر برواج البلد والقوم منظور ہوگا - مگر نصف مہر مسمی یا لباس سالم [illegible] مہر مسمی بمجرد انعقاد نکاح واجب الادا ہوتا ہے - درصورت وفات قبل از خلوت مہر مسمی درصورت تسمیہ مہر اور مہر مثل درصورت عدم تسمیہ عند الشوہر - بذمہ زوج واجب ہو - اور نان ونفقہ وسکنی بھی حسب حیثیت زوجین واجب ہو یعنے اگر ہر دو غنی ہیں - تو نفقہ غنی کا - اگر دونو مفلس ہیں تو نفقہ افلاس کا - اگر ایک غنی ہو اور دوسرا مفلس تو نفقہ مابین غنا وافلاس کے -

حرمت مصاہرت یعنے نکاح کرنے سے رشتہ داران محرم زوجین ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں - عورت پر بھی اور مرد پر بھی - مگر دختر زوجہ کے دوسرے خاوند سابق

سے جسکا نام ربیبہ ہے - اس زوج پر تب حرام ہوگی جب اسکے ساتھ صحبت کرے - ورنہ قبل از صحبت حرام نہیں -

درصورت وفات احد الزوجین ایک دوسرے کا وارث ہونا - اگر اس مرد کی زوجات متعددہ ہوں تو مابین زوجات کے عدل در معاشرت نفقہ وسکنی وغیرہ جمیع امور میں لحاظ افلاس وغنا زوجات واجب ہے -

[illegible] - کہ [illegible] تزویج واجب ہے - اگر وہ خواہش کے لئے بلاوے اور یہ نہ آوے تو زوجہ کو تنبیہ کرے - بشرطیکہ کوئی مانع شرعی نہو - مگر مانع شرعی ہو تو لا اکراہ جبر کرے - اس حالت میں زوجہ زوج کو [illegible] کر کے زوج کو ہٹا سکے -

باہم نشست وبرخاست خورد وخواب میں بطریقہ مروجہ مستحب ہے - اگر زوجہ ایک سے [illegible] ان کی باریات اپنے گھر میں رہنے یا [illegible] مفارقت نہ کرے - اگر دو ہوں تو تقسیم اوقات بنصف کرے -

متعہ اور موقت یعنے نکاح ایک مدت معین کے واسطے کرنا باطل ہے - متعہ یہ ہو کہ زوج یہ عورت کو کہے کہ میں تجھسے ایک دن یا ایک ہفتہ یا کچھ مدت تک اتنے روپے پر متعہ کرتا ہوں اور نکاح موقت یہ کہ کہے ایک مہینہ یا سال یا چند سال کے واسطے تجھ سے نکاح کرتا ہوں یہ دونو باطل ہیں ف

ملاحظہ طور پر - خلیفہ ثانیؓ نے سب صحابہ کو جمع کر کے یہ مسئلہ متعہ کا پیش کیا - خود حضرت علیؓ سے پوچھا کہ متعہ کیسا ہے - آپ نے فرمایا حرام ہے - فقط تین دن کے واسطے خیبر کے جنگ میں حلال ہوا تھا - اور پھر ہمیشہ کو منسوخ ہو گیا - پھر حضرتؓ نے حرام کر دیا - ہدایہ میں متعہ کا جواز منسوب ہوا ہے امام مالک کیطرف غلط کیا - کیونکہ امام مالک بھی حرام کہتے ہیں - ہدایہ والے کو دھوکا ہوا کہ کسی شیعہ نے تقیہ کر کے حنفی بنکر اپنی کتاب میں لکھا کہ امام مالک متعہ جائز کہتے ہیں - ہدایہ والے نے اس کتاب سے دیکھکر یہ نقل کی - یہ نہ جانا کہ یہ کتاب شیعہ کی ہے - اس لئے امام مالک پر تہمت باندھی ہے - غرض متعہ بالاجماع حرام ہے -

مسئلہ طلاق

طلاق شرعاً فسخ نکاح کا نام ہے۔ طلاق دینی حرام ہے۔ اگرچہ بالضرورت شرعیہ مباح ہو جاتی ہے تاہم عند اللہ ابغض المباحات ہو۔ جبتک زن شوہر میں کوئی فساد متیقن نہ ہو تبتک زوج کو یہ لفظ منہ سے نکالنا حرام ہے۔ اور زوجہ کو بھی طلب کرنا اسکا حرام ہے۔ اسکی اباحت و حرمت دو جہت سے ہے۔ اباحت باعتبار دفع ضرر دینی۔ اور حرمت بلحاظ قطع تعلق نکاح زن و مرد کہ موجب توالد و تناسل اولاد جو موجب کثرت امت مرحومہ کا ہو، حضرت نے نکاح کی ترغیب فرمائی۔ اسلیئے کہ اس میں ثمرات دین و دنیا اور موجب خوشنودی رب العزۃ و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ یہانتک کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے تین چیزیں پیاری ہیں ایک طیب (خوشبوئی) دوم نساء سوم نماز ۔

جب نکاح سنت انبیاء کرام خصوصاً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار رضی اللہ عنہم و اولیاء عظام رحمہم اللہ کی جاری ہے۔ بلکہ مغلوب الشہوۃ پر فرض ہے اسواسطے شارع علیہ السلام نے اس تعلق کا قطع حرام فرمایا۔ کہ اس میں سبب کی ناراضگی ہے اور قطع تناسل ہے۔ آئمہ مجتہدین نے اتفاق فرمایا کہ اگر ضرورت شرعی ہو تو بموجب حکم الہی کے ایک طلاق سے زیادہ طلاق نہ دے۔ بالفرض وہ بھی اس صورت پر کہ جب عورت حیض سے پاک ہو اور ہنوز صحبت نہ کی ہو۔ تو ایک طلاق دے۔ اور یہ احسن طریقہ ہے۔ پھر تین حیض کا انتظار کرے۔ یہ عدت اسواسطے مقرر کیگئی ہے کہ شاید اس عرصہ میں پھر طبیعت متنفرہ مسلوک پر آجائے۔ اور غصہ و نفرت دور ہو جائے۔ اس عرصہ میں اگر رجوع قولی یا فعلی ہو جاوے۔ قولی اسطرح پر کہ زبانی رجوع کرے یعنے اتنا کہے کہ میں اپنی طلاق سے باز آیا۔ فعلی اس طور پر کہ عورت سے مساس کرے۔ تو وہ قول و فعل سے عورت نکاح میں رہتی ہے۔ اور اگر نفرت دور نہ ہو تو دوسرے طہر میں قبل از صحبت دوسری طلاق دے۔ اب بھی رجوع کر سکتا ہے۔ لیکن اگر نفرت

باقی ہے تو تیسرے طہر میں طلاق دے ف

اب تین طلاق کے بعد وہ زوجہ زوج پر ایسی حرام ہوئی کہ اجنبیات سے بھی زیادہ تر۔ چنانچہ اب زوج کو زوجہ سے اجتناب فرض ہوا۔ لیکن بعد از طلاق ثلثہ اگر زوج کی طبیعت میں الفت ظاہری پیدا ہو تو شارع علیہ السلام نے اسکی سزا مقرر فرمائی۔ کہ جبتک عورت دوسرے مرد کے ساتھ بعد نکاح صحبت نہ کرے اور وہ دوسرا زوج بلا وجہ مذکور یعنے خود بلا فساد دینی کے طلاق نہ دے۔ اور عدت گذر نہ جائے تبتک زوج اول پر حرام ہے۔ بڑی مشکل اسمیں یہ ہے کہ نکاح زوج ثانی کا اگر بغرض تحلیل نکاح زوج اول پر ہو تو مرد و زن پر لعنت ہو۔ پس نکاح ثانی بہ نیت بقا ہمیشہ از دواج ہونا چاہیئے۔ بغیر فساد اور ضرر دینی کے نکاح ثانی کو توڑنا حرام ہے۔ اگر توڑے تو طریق مذکور یعنے ہر طہر میں الگ ایک طلاق دے۔ اور نفقہ ہر دو عدت کے ایام کا زوج اول اور زوج ثانی کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ اور مہر بھی انکے ذمہ واجب الادا کر دیا گیا۔ تاکہ کوئی شخص مرتکب طلاق کا نہو۔ اگر ارتکاب کرے تو ان حساب و اخراجات کا بار پہلے تصور کر لے۔ مگر نہ دے تو عورت بذریعہ قاضی لے سکتی ہے۔

خیال کا مقام ہے کہ شارع علیہ السلام نے طلاق پر کس قدر زجر و توبیخ فرمائی۔ اور تین طلاق دفعی کو سب نے حرام فرمایا۔ کسی سبب سے یہ طلاق حلال نہیں ہو سکتی۔ عوام الناس جہال میں یہ رائج ہے کہ ادنے خفگی سے بغیر زد و کوب کے تین طلاق شتابی پہلے آتے ہیں۔ اگر خود زبان پر نہ لاویں تو کاتب کو کہتے ہیں کہ طلاق نامہ لکھ دے۔ چونکہ وہ مسائل طلاق سے ناواقف ہوتے ہیں اسلیئے وہ تین طلاق لکھدیتا ہے۔ بعد غصہ فرو ہونے پریشان ہوتے ہیں۔ اور مرد و عورت ہر ایک فلان مولوی سے نکاح کی صورت پوچھتے ہیں۔ حنفی علماء فرماتے ہیں کہ بدون حلالہ تمہارا نکاح ناجائز ہے۔ اب حلالہ نکلوانا مرد و عورت پر دشوار ہے۔ کہ وہ اسمیں ناموس کی ہتک سمجھتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ حکم شرعی ہے اور انہیں خدا و رسول کی

ف چونکہ تین طلاق متفرق برائے فسخ نکاح مقرر ہیں اسواسطے عدت میں حیض مقرر ہوئے کہ ہر ایک طہر کے ابتدا میں ایک ایک طلاق واقع ہو دے۔

زمانہ برداری ہے - آخرت کی عزت ہو - جب علماء سے منحرف ہوتے ہیں تو رفتہ رفتہ کسی لامذہب سے پوچھتے ہیں - لامذہب فوراً زبانی فتویٰ دیدیتا ہے کہ تین طلاق دفعی بمنزلہ ایک طلاق کے ہوتی ہیں - اگر عدت میں ہو تو رجوع کر لے اور اگر عدت گذر گئی ہے تو نکاح کر لے - اگر سائل درخواست کرے کہ فتویٰ لکھ دے تو فوراً حدیث مسلم کی اور ابوداؤد کی لکھدیتے ہیں - مسلم کی حدیث تو یہ کہ جب حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم عام سنایا کہ تین طلاق دفعی تین طلاق ہیں - بدون حلالہ کے زوج اول پر حلال نہیں - تب ابو الصہبا نے عبد اللہ بن عباس سے پوچھا کہ کیا حضرت ؐ اور صدیق اکبر خلیفہ اول اور دو یا تین سال خلیفہ ثانی کے عہد میں تین طلاق دفعی ایک طلاق بنائی جاتی نہیں یا نہ - ابن عباس بولے ہاں تین طلاق ایک طلاق بنائی جاتی تھیں - لامذہب نے اس سوال و جواب کو حدیث نبوی مقرر کیا - حاشا و کلا ایسا نہیں ہے - نہ حضرت ؐ نے تین کو ایک بنایا نہ حضرت صدیق اکبر نے - اور نہ خلیفہ ثانی نے - بلکہ جب خلیفہ ثانی کو خبر ہوئی تو سبکو بلا کر فرمایا کہ عوام کا یہ فہم غلط ہے - یہ عوام سمجھتے ہیں کہ لفظ طلاق کا تکرار برائے تاکید ہے یا برائے اختیار - یہ کہتے ہیں طَلَّقْتُكِ - طَلَّقْتُكِ - طَلَّقْتُكِ - یا اَنْتِ طَالِقٌ اَنْتِ طَالِقٌ - اَنْتِ طَالِقٌ - اور سمجھتے ہیں کہ دوسرے دو لفظ پہلے کے تاکید ہیں - یہ فہم غلط ہو - شارع علیہ السلام اور رب العزت نے یہ لفظ عقود کے لئے انشا فرمائے ہیں -

لفظ طلاق میں ترفع بعد نکاح کے معنے ہیں - یہ لفظ خالی از معنے نہیں ہوتا - جب لفظ طلاق بولیگا تو عقد نکاح کا کھل جائے گا - پس تین عقدے یعنی تین طلاق کے ساتھ کھل جاتے ہیں - متفرق ہوں یا مجموعہ - تفریق کی صورت مشروع ہے جسکا نام حسن رکھا تھا - اور مجموع بر طریق بولنا حرام ہے - لیکن فسخ نکاح جس طرح متفرق کے ساتھ ہے مجموع کے ساتھ بھی ہو جاتا ہو - حضرت ابن عباس ؓ کا مطلب یہ تھا کہ عوام الناس اپنے ذہن میں یہ کارروائی کرتے تھے کہ تین کو ایک بناتے تھے - نہ بحکم شرع - دوسری حدیث ابوداؤد کی سند لاتے ہیں کہ ابو رکانہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیں - حضرت کے حضور میں گیا - حضور ؐ نے ناراضگی ظاہر کی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا کہ مراجعت کرے -

الجواب - اسکا جواب یہ ہے کہ ابوداؤد نے ایک باب منعقد کیا اسطور پر کہ باب فی نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات - یعنے طلاق سے رجوع کرنا منسوخ ہو گیا جیسا اللہ تعالیٰ نے فرماتے ہیں - اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ - مفسرین ابن الجوزی وغیرہ لکھتے ہیں کہ پہلے لوگوں کی عادت تھی کہ وہ تین طلاق دیکر رجوع کر لیتے - اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ طلاق رجعی صرف دو تک ہو - دو کے بعد فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ - کا حکم ہے چاہو رجوع کرو یا پھر تا انقضاء عدت کا دو بارہ خصت کر دو یعنے تیسری طلاق دیدو -

امام بخاری نے بھی ایک باب طلقات ثلثہ مجموعی کا لایا ہے جس میں حدیث لکھی ہے اور رفاعہ کی عورت کا تذکرہ کیا کہ جب رفاعہ نے طلاق بت یعنے ثلثہ دی تو عبد الرحمن ؓ کے ساتھ نکاح کیا - عبد الرحمن ؓ نامرد تھے - وہ عورت حضور میں آکر عرض کرنے لگی کہ میں رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہوں - حضرت ؐ نے فرمایا کہ جبتک تو عبد الرحمن ؓ کے ساتھ صحبت نہ کرے اور وہ طلاق نہ دے تب تک تو رفاعہ پر حرام ہے - اس حدیث سے فقہا نے مستنبط کیا کہ حلالہ میں صحبت ضرور ہے * اس حدیث میں صاف ظاہر ہے کہ تین طلاق دفعی تھیں - یہ غرض بخاری کی ہے اور ابو رکانہ کی حدیث کو علماء نے مردود کیا ہے کہ راوی اسکے مجہول ہیں - جیسا کہ نووی اور عینی نے مشرح بیان کیا اور لکھا - کہ ابو رکانہ کی دوسری حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ طلاق طلاق بتہ تھی - یعنے ایک طلاق بائن تھی - تو حضرت ؐ نے ارشاد فرمایا تو مراجعت بالنکاح کر - اور ابوداؤد نے بیست صحابہ کا نام لیا کہ سب متفق ہیں کہ تین طلاق کے بعد مراجعت بنکاح حرام ہے - الا بحیلۂ حلالہ *

الجواب عن الکل - فیصلہ خلیفہ ثانی لاکھ صحابہ کے اتفاق سے جس میں بیس مجتہدین ہیں - اور اتفاق جمہور امت و آئمہ دین و مجتہدین رضی اللہ عنہم کا اور تقلید سب

نوٹ - اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنے فرمایا اگر تیسری طلاق دے تو بدون حلالہ کے اسپر حرام ہے *

محدثین کا یہی ہے - کہ تین طلاق دفعی تین طلاق ہیں - منکر اسکا یا رافضی ہے یا
نیم شیعہ - اور رافضی ایک طلاق کے بھی منکر ہیں - اور محمد بن اسحٰق اور طاؤس اور
داؤد ظاہری ایک کے قائل ہیں کہ تین طلاق دفعی ایک ہوتی ہے - داؤد ظاہری
خود اہل السنت والجماعت سے خارج ہے - محمد بن اسحٰق قدری و منسوب بالتشیع ہے -
طاؤس بھی غیر معتبر - بلکہ طاؤسی مذہب عرب میں مشہور ہو وہ مذہب شیعہ ہو -
قطع نظر انکے عدم صلاحیت فتویٰ کے - غور کا مقام ہے کہ سند انکا یہی وہی غیر معلوم
ہے - جسکو حضرت خلیفہ ثانی رضؓ با اتفاق جمیع صحابہ غلط فرما چکے - اور سب مجتہدین نے تسلیم
فرمایا - ابن عباس رضؓ نے بھی تسلیم فرمایا - ابو داؤد و امام طحاوی نے مفصل لکھا کہ
ابن عباس رضؓ کے پاس کوئی سائل آیا کہ فلانے نے تین طلاق دی ہیں - آپ نے
فرمایا کہ مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا - جو خدا کا لحاظ کرے خدا اُس کے
واسطے کوئی رستہ نکلنے کا بناتا ہے - اس شخص نے خدا کا لحاظ نہیں کیا - اب
کوئی رستہ نکلنے کا نہیں - کسی نے کہا کوئی کہتا ہے کہ نکاح اسکا درست ہو کیونکہ
ایک طلاق ہے - ابن عباس نے فرمایا - مَنْ يُّخَادِعِ اللّٰهَ يُخَادِعْهُ - جو خدا
کے ساتھ دھوکا کرے خدا تعالیٰ اسکو دھوکے کی سزا دیتا ہے - دھوکہ یہ کہ تین
طلاق کو ایک بطور تاکید بناتا ہے یعنے اخیر کے دو لفظ لفظ اول کی تاکید ہیں
اور لفظ طلاق خالی از معنی ہے - یہ شیطانی خیال ہے - اس دھوکے سے
شیطان حرام میں ڈالتا ہے ٭

بحر - یہ لفظ طلاق معنے خود ہے - یہ معنے اس سے دور نہیں ہو سکتے ہیں ۵

شامی جلد ثانی ص ۱۹۱

لو حکم حاکم بالقضا واحدۃ لم ینفذ حکمہ - یعنے جب اجماع صدر اول - اور
قرن ثانی و ثالث کا ہو چکا کہ تین طلاق دفعی تین ہیں - ایک نہیں - اگر تین تو
ابتدا میں کسی طور پر بعد میں منسوخ ہو گئی تھیں جیسا کہ آیت شریفہ - اتفاق صحابہ
اور احادیث نبویہ اسپر دال ہیں - اب اگر کوئی حاکم یعنے قاضی جہالت کے سبب

نوٹ - ایسا ہی حکم ابن عباس رضؓ کا چودہ مقدمات میں ہے ۔۔

حکم کرے - یا قاضی مجتہد اپنا اجتہاد کرے اور تین کو ایک بنائے تو یہ حکم ناجائز ہوگا
کیونکہ جاہل اور حاکم بغیر حق کے نسبت یہ وعید ہے کہ جو شخص حق کو نہ جانے اور
حکم کرے وہ جہنمی ہے - اور اگر حق کے برخلاف حکم کرے وہ بھی جہنمی ہے پس
اس مسئلہ میں حق ظاہر ہو گیا - فماذا بعد الحق الا الضلال - حق کے برخلاف
گمراہی ہے - وکل ضلالۃ فی النار - ایسے حاکم دوزخی ہیں - یہ تو انکے فعل کی
سزا ہے - اگر اعتقاد یہ رکھتا ہو کہ جمہور امت کے اتفاق کو ناجائز سمجھتا ہے - اور وہ
مخلد فی النار ہے - پس خلاصہ یہ ہوا جن جاہل نے یہ حکم جاری کیا کہ تین طلاق
دفعی ایک طلاق ہے ، انکے پاس کوئی سند نہیں بلکہ وہ مخالف شرع ہیں - مخالفہ
فی الاعتقاد تو معلوم کہ وہ معاند دین ہے - اگر اسکو کوئی شبہ تاویل ہے تو وہ محل فساد
ہے - زیادہ تر کفر یہ ہے کہ اس خلاف شرع کو حدیث نبوی اور حکم شرعی کہتے ہیں - یہ سب
سے بدتر ہے - مسلمانوں کو لازم ہے کہ طلاق کا دائرہ مسدود کریں - اگر زوجہ کو تادیب
کرنی ہو تو از زد و کوب اور توبیخ سے کریں - جیسا حکم رب العزت کا ہے - اگر خوف
فتنہ اور فساد فی الدین کا یقینی ہے تو جس طرح نکاح کے وقت برادری کو جمع کر کے
دھوم دھام سے جہیز - مہر - نان و نفقہ وغیرہ لین دین کا تقرر کرتے ہیں - اسیطرح
اقربا - دوستوں - رشتہ داروں کو بلا کر عورت کا جہیز واپس کریں - اور مہر
اُسکے ہاتھ میں دیں -

ایام عدت یعنے تین حیض یا تین مہینے یا وضع حمل تک جو عدت کے مختلف میعاد
ایام ہیں - اُسکے نان و نفقہ و لباس و مکان کا بندوبست کرے - اگر نہ دے تو وہ
دار الحکومت کے ذریعہ جبراً لے گی - اس نصیحت کو جو کوئی ملاحظہ کریگا بلا شبہ ضرورت کے

نوٹ - جو کٹھ ملا یہ حکم جواز نکاح بدون حلالہ کے کرے وہ کل اہل اسلام کے نزدیک
مردود ہے - کہ بلا سند خلاف اجماع صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے حکم کرنا اسلام
سے مردود ہونا ہے - اسکا حکم موجب تعزیر و تحقیر ہے کہ قاضی مجتہد کا حکم ناجائز ہوا -
اس ذلیل جاہل کا حکم وبال گردن ہے حاکم اسلامی ایسا مفتے تو اسکو سزا
سخت دے ۔۔

اس حرام یعنی زنا جلا (دونوں محرم کا) ہرگز مرتکب نہ ہوگا - اس میں کیا ضرورت ہو
بجز ضرورت شرعی نہیں - اور اسلئے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا - اگر ضرورت کا
مقصد ہے تو ضرورت ایک طلاق سے ہی رفع ہو جاتی ہے - یعنے ایک طہارت قبل
از صحبت جو رغبت کا مقام ہے ایسے موقع پر ایک طلاق دے جو اشد نفرت پر دال
ہے - اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبھی اس طرف وقت الیعن کا خواہاں
نہ ہوگا ۔

چند مسائل ایسے بھی متعلق نکاح کے اور بھی ہیں جنکا ذکر اس مقام پر برائے ختم کلام ضروری
لکھا جاتا ہے کیونکہ انکا اجراء سوائے قاضی سلطانی کے ناممکن ہے - مثلاً خیار بلوغ
حرمت مصاہرت - حرمت رضاع - نکاح زوجہ مفقود الخبر ۔

خیار بلوغ کا مسئلہ اس طرح پر ہے کہ جب کسی نابالغہ کا نکاح ولی ابعد یعنے باپ دادا
کے سوا چچا - بھائی یا ماں وغیرہ ذالک میں سے کوئی کرے تو وہ نابالغہ جب بالغہ
ہو جائے تو اسکو اختیار ہے کہ اس نکاح کو قائم رکھے یا فسخ کرے - قائم
رکھنا تو آسان ہے - مگر فسخ کرنا مشکل - کیونکہ یہ فسخ بلا حکم قاضی ناجائز ہے - وہ بالغہ
بعد بلوغ مدت متنبہ کا حساب کرکے جب پورے پندرہ سال کی ہو جائے تو حاکم
کے پاس درخواست کرے کہ مجھکو یہ نکاح منظور نہیں ہے - حاکم زوج شاہدین
ولی کو بلا کر تحقیق کرے کہ اسکی ناراضگی کیوں ہے - اگر سبب قلت مہر ہو یا کوئی ان
[illegible] باعث ہو تو اسکو فسخ کرے - اور اگر علت عدم قدرت ادائے حقوق
صحبت ہو یعنے وہ عنین نامرد ہے - یا مجبوب یعنے مقطوع الآلت ہے یا خصی ہے
یا مبروص ہے یا مجذوم ہے - یا معیوب ایسا ہے کہ قابل صحبت نہ ہو تو حاکم کو لازم ہو
کہ سوائے قابل العلاج کو بعد اختیار زوج کرے - اور کچھ مدت یعنے ایک سال کے لئے
مہلت دے - اگر ایک سال میں علاج سے اچھا ہوگیا تو یہ عذر رفع ہو جائیگا اور
نکاح رہیگا - اگر مرض دور نہ ہوا تو یہ عذر باقی رہیگا - اور جو مرض علاج پذیر نہیں جیسے
مقطوع آلہ و خصی تو اس میں حاکم فوراً بلا مہلت حکم تفریق نکاح کا کرے گا - اب یہ حکم
اس ملک میں غیر موجود ہے -

پس ہمیشہ فسخ نکاح کا اسی پر منحصر ہے - اگر مرد مسلمان ہو - اور خوف خدا اس کے

دل میں ہو تو جب ایسے معاملات در پیش ہوں اور جانتا ہو کہ اگر عورت ناراضی ہو
اور باہم زن و شوہر کا اتفاق نہ رہیگا اور فساد دین و دنیا کا برپا ہوگا تو جیسا عورت پر
ذکر کیا گیا ہے کہ برادری کو بلا کر ایک طلاق دیدے - جہیز وغیرہ عورت کا اسباب
اسکے حوالے کردے - مگر چین علیحدہ سکونت رکھے مگر ایام عدت میں علیحدہ
مکان میں [illegible] سکونت رکھے ۔

مسئلہ مشکلہ

نابالغہ کا نکاح خواہ باپ کرے یا دادا وغیرہ ذالک - ولی میں شرط ہے کہ عاقل بالغ ہو
متقی [illegible] نہ ہو - اگر [illegible] مشہور ہو تو نکاح اس نابالغہ کا ناجائز ہے - ولی خواہ
باپ ہو خواہ دادا وغیرہ ذالک - فاسق غیرت والا ہو والی بااختیار ہو - اور باپ
دادا ایسے غیرت اگر نابالغہ کا نکاح غیر کف سے بے مہر مثل یا کفو میں بے مہر کم از مہر مثل
کردے تو ناجائز ہے - در شامی و در مختار میں لکھا ہے - یہ نکاح بحکم شرع حرام ہے -
علاج اسکا یہی ہے کہ نابالغہ کا نکاح جبتک بالغہ نہ ہو جائے کوئی نہ پڑھا دے - اگر کوئی
پڑھا دے تو شرائط مذکورہ بالا ملحوظ رکھے ۔

فصل

محرمات ابدیہ جنکا نکاح مرد پر حرام ہے

ماں - دادی - بیٹی - پوتی - نواسی - بہن - بھتیجی - بھانجی - خالہ - پھوپھی - نانی
وغیرہ محرمات نسبی ہیں -

محرمات رضاعیہ

ماں یعنے مرضعہ دودھ پلانے والی - دادی - نانی - دادی - بہن بھتیجی - بھانجی بیٹی

پوتی - خالہ پھوپھی بمثل محرمات نسبیہ کے ہین - یعنے جس عورت کا دودھ پیا ہو - مرضعہ اور اسکا زوج جس سے وہ دودھ پیدا ہوا - اس دودھ پینے والے کے ماں باپ بنجاتے ہین - حضرت ؐ کا ارشاد ہو الرضاع لحمۃ کلحمۃ النسب - یعنے دودھ پینا ایام رضاع مین ایک رشتہ ہو مثل رشتہ نسب کے ◆

تنبیہ

ثبوت رضاع کا شرعاً کس طرح ہو سکتا ہے ؟

جواب - باقرار مرد و شیر خوار - جب زبانی اقرار کرے کہ فلانی عورت میری مرضعہ یعنے رضاعی ماں ہے - یا فلان عورت میری رضاعی بہن ہے - اور اس اقرار قایم رہے - اور دوبارہ کہے کہ یہ بات سچ ہے یا حق ہے یا یقیناً مین نے اسکا دودھ پیا ہے - اب اس تاکید کے بعد اگر یہ مرد انکار کرے تو شہادت دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورت عادل کی لیجاوے گی - کہ اس نے تکرار کے ساتھ اقرار کیا تھا - یہ اقرار قبل از نکاح یا بعد از نکاح ہوگا - اگر قبل از نکاح ہو تو نکاح حرام اگر بعد از نکاح ہو تو نکاح فاسد ہے - مگر متارکت اور مفارقت قولی یا حکم قاضی کی حاجت ہوگی - تب وہ دوسرے سے نکاح کرے گی - اور بدون اسکے یہ امر مشکل ہے پس اگر متارکت بمرضی خود نہ کرے تو قاضی حاکم فسخ کا حکم کرے - جیسا شامی مین مفصل لکھا ہے - اور یہ خیال کرنا کہ دوکس کی شہادت رویت رضاع پر اس طرح سے ہو کہ بچہ کو مرضعہ کا دودھ پیتا ہوا دیکھیں - بالکل غلط - اور وہم باطل - اگر شہادت دوکس کی اسباب پر ضروری ہو تو حرمت رضاع بالکل دور ہو جائے گی - کیونکہ ہر ایک مستورہ پر ستر سینہ و پستان فرض ہے - اسقدر جرم عظیم کہ دوکس کے سامنے پستان ننگا کر کے دکھلائے شرع مین مطلقاً حرام ہے - اس بات کا قائل جاہل بے دین ہو مطلب شامی کی عبارت کا یہی ہو جو بالا مذکور ہوا ◆

نوٹ ۱؎ حرمت نکاح و مصاہرت موجب فساد نکاح ہو - اور نکاح فاسد مین متارکت یا تفریق قاضی ضرور ہو - اسلئے مین چونکہ قاضی نہین اسلئے مفارقت متارکت قولی منحصر ہو - اگر مرض ہے تو

وہی متارکت ہی بحرف نہین کرنیکا کیونکہ صحبت عورت کی حرام ہو گئی اسواسطے متارکت کے واسطے اس جگہ انکار نہین
کر سکتی مگر اگر ترک مفارقت برائے صحبت کرتا ہے اور اس کا مجوز ہے تو

تنبیہ

ایک عورت نے زوجین سے کہا کہ مینے تم کو دودھ پلایا - اگر دونو نے اسکی تصدیق کی یا مرد نے تصدیق کی اور زوجہ نے تکذیب تو نکاح فاسد ہے - اور اگر دونو نے تکذیب کی یا مرد نے تکذیب کی اور زوجہ نے تصدیق تو نکاح فاسد نہین لیکن اس صورت مین جبکہ عورت عادلہ ہو افضل یہ ہے کہ مفارقت کیجاوے - اھ فتاوی عالمگیری ◆

محرمات صہریہ

یعنے سسرالی - جو زوجہ کے تعلق سے حرام ہوتے ہین دو قسم ہین

ایک ابدیہ - وہ یہ ہین - زوجہ کی ماں - دادی - نانی - اور مدخولہ یا ممسوسہ بشہوت کی بیٹی - پوتی - نواسی ◆

دوسرے غیر ابدیہ - وہ یہ ہین - زوجہ کی بہن - خالہ - پھوپھی - بھتیجی - اور بھانجی کہ ان پانچ کا نکاح زوجہ کے ایام نکاح اور عدت طلاق مین حرام ہے ◆

جب عدت نکاح گذر جاوے تب انہین سے کسی کے ساتھ یعنے زوجہ کی بہن یا خالہ یا پھوپھی یا بھتیجی یا بھانجی مین سے ایک کے ساتھ اس مرد کا نکاح جائز ہے - اور جس مرد کی چار عورتین ہوں تو اسکو پانچوین کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے - اگر ایک کو طلاق

۱؎ منکوحہ غیر مدخولہ مرجاوے یا مطلقہ ہو جائے تو اسکی بیٹی حرام نہین مدخولہ کی بیٹی بھی حرام ہے - اگر کوئی ساس کو اپنے دعا کی نسبت کرے اور اسپر شہادت ہو مگر منکر ہو جائے تو قاضی نکاح کو فسخ کر دیوے جیسا رضعی کے اقرار اور انکار مین گذرا - اگر قاضی فسخ کر دے ◆

وے اور چونکہ عدت پوری نہیں گذری تب بھی نکاح پانچویں کا ناجائز ہے۔ جب اسکی
عدت گذر جاوے تب دیگر کے ساتھ نکاح جائز ہے۔
اور جسکو جیسا محسوس ہو باپ دادے کی ہو یا نانے کی یا بیٹی کے یا پوتی یا نواسی کی ہو۔
عوام دیتی ہے۔

مہر شرعی

شریعت میں بعوض تمتع بضع مخصوص مال یعنی مہر بجہت تعظیم و حرمت اہل اسلام مقرر فرمایا
اگرچہ عقد نکاح کے وقت زبانی اقرار کیا جاوے کہ کوئی مہر مقرر نہیں۔ اس طرح پر کہ یا عورت
کہے کہ میں نے اپنا نفس یا عورت نابالغ کا ولی کہے کہ میں نے یہ عورت زوج کو بخشش و
ہبہ کر دی ہے۔ اور زوج قبول کرے اور دو گواہ موجود ہوں تب بھی مہر مثل واجب
الادا ہوگا۔ کیونکہ زوجین کو مقرر کردہ شریعت سے خلاف کرنا ناجائز و باطل ہے۔
مہر شرعی جو زمانہ نبوت میں جاری رہا اور بعہد صحابہ کرام اور خواص اہل اسلام
تابعین اور تبع تابعین اسلام میں عوام کا بھی معمول رہا ہے۔ وہ چار سو مثقال چاندی
کا ہے جو پانچسو درہم اور ایک اشرفی کیس روپیہ قیمت کے مساوی ہے۔ جس کا
عنوان سلاطین اسلام نے ملک ہند میں اس طرح لکھکر جاری کیا تھا کہ پانچسو تنگہ
ہوا ایک دینار زر سرخ سلطانی۔ ایکسو ستائیس تنگہ گورنمنٹ کے روپے کے مساوی ہے
لغت تنگہ [illegible] تبادلہ میں مروج ہے۔ سلاطین اسلام ہند میں بھی اوائل میں مروج تھا (دیکھو
آئین اکبری) انکے دفتر میں حساب تنگہ کا ہے۔ ہند پنجاب نے جو حال میں تنگہ کو
تنگا سمجھ کر پندرہ روپیہ دس آنے کے مساوی لکھا۔ اور دینار سرخ سولہ روپے
قیمت کا بتایا سب ملاکر بتیس روپے کے مساوی قرار دیا۔ یہ سب غلط ہے۔ اور
عورت کی حق تلفی ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ حق مہر شرعی مقرر ہو۔ انکو کیا معلوم کہ مہر شرعی
کیا ہے۔ جب باہم زوجین میں فساد پیدا ہوتا ہے اور طلاق سے مفارقت ہوتی
ہے یا خاوند فوت ہو جاتا ہے تو عورت یا اسکا ولی طالب مہر ہو جاتا ہے۔ مہر
شرعی وہی ہے۔ جو مذکور ہوا یعنی ایکسو ستائیس روپے۔ ہاں اگر بتراضی زوجین

کمی بیشی کر دی گئی۔ تو جائز ہے۔ کمی کی حد دس درہم تک ہے جو ایک ماشہ کم
تولہ یعنی قریبا تین روپے کے مساوی ہے۔ اور بیشی کی کوئی حد مقرر نہیں
ہزار ہو یا دس ہزار۔ جیسی حیثیت زوج کی ہو اسکے مناسب زیادہ دینے پر راضی
ہو۔ مگر یاد رہے کہ مہر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ستری۔ دوسرا جہری۔ ایک
پوشیدہ برائے ادا۔ دوسرا ظاہری برائے نام آوری۔ جس میں اداے
مہر مقصود نہ ہو محض ریا کاری ہے۔ سو اس میں تحقیق یہ ہے کہ مہر واجب الادا
مہر ستری یعنی پوشیدہ ہوتا ہے نہ جہری۔ طریقہ ادا سے مہر یہ ہے۔ کہ جب زوجہ
کا نان و نفقہ مکان سکونت زوج کے ذمہ ہے حتی کہ کفن بھی انکے ذمہ واجب
ہے۔ تو جو بالائی اخراجات زوجہ کو رشتہ داروں میں صلہ رحمی کے قائم رکھنے
کے لئے پیش آتے ہیں۔ اور قربانی۔ زکوٰۃ و کفارات بھی پیش آتے ہیں۔ یہ سب
اخراجات زوج کے ذمہ نہیں ہیں۔ تو زوجہ اپنے مہر میں سے لیکر کارروائی
کیا کرے۔ رفتہ رفتہ یہ مہر ادا ہو جاتا ہے۔ اس حکمت کے واسطے شرع نے
یہ مہر مقرر کیا ہے۔ کہ حسب حیثیت جس میں کارروائی زوجہ کی بھی ہو اور زوج
بھی زیر بار اور مقروض نہ ہو جاوے مہر مقرر کیا۔ مہر اتنا چاہئے جو ادا کر سکے
یہی مہر ستری ہے۔ اور اصل اگر حیثیت زوج سے زیادہ مقرر ہو کر ریا کاری تو
اسکا ادا کرنا زوج کے ذمہ نہیں۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں مرقوم ہے ۵ے

۵ے مہر دو قسم پر ہے۔ ایک معجل۔ دوسرا مؤجل۔ یعنی غیر معجل۔ معجل بنصف ہو یا ثلث
جو مروج قوم ہو یا عرف زوجین کو اداء یا وے بمجرد نکاح واجب الادا ہوتا ہے۔ اسکا ادا کرنا
قبل از خلوت ضرور ہے۔ اسکے ادا میں تاخیر کرے تو عورت خلوت سے انکار کر سکتی ہے۔ اور مؤجل
بروقت تفرق یعنی طلاق یا وفات واجب الادا ہوتا ہے۔ اور خلوت سے واجب اللازم ہوتا ہے۔
اگر بطور شرط ہو اور زوجہ جیسا مذکور ہوا تو بیجا ہے۔ تو اب بروقت تفرق جو زوجہ مطالبہ کل مہر کا کرتی ہو واجب
ہے کہ اگر حصہ معجل کو بالضرور وصول کر لیتی ہو اور مؤجل اگر ادا نہ ہو تو بروقت وفات زوجہ شوہر نصف یا ربع کا
وارث ہو۔ باقی حصہ پر وارث بیٹا یا باپ یا دیگر وارثان زوجہ ہونگے۔ اور بروقت طلاق زوجہ
طالب بقیہ حصہ مؤجل کی ہو نہ کل مہر کی۔

عدت

داگر طلاق قبل از صحبت وخلوت دیوے تو عدت کوئی نہین - اگر وفات ہو تو عدت وفات کی ہے - اگر بعد از صحبت یا خلوت طلاق دیوے تو عدت ضرور ہے - نکاح فاسد کی عدت کوئی نہین ؟

طلاق ووفات - جب عورت کو طلاق دیجاوے تو اسکو تین حیض کا انتظار فرض ہے جب تین حیض گذرجاوین تب وہ مجاز ہے کہ کسی دوسرے سے نکاح کرے - اگر حیض نہ آتا ہو یعنے نابالغہ ہو یا بالغہ ہی ہو مگر تا ہنوز حیض نہین آیا - یا سن ایاس کو پہونچے کہ حیض آنا بند ہوگیا - اسکا اندازہ علما نے ۵۵ سال یا ۶۰ سال وغیرہ کا کیا جس کا خلاصہ یہ ہو یعنے عورت اُس عمر تک پہونچی جس عمر مین اسکی ہمعصرون کا حیض بند ہوجاتا ہے - تو یہ عورات تین ماہ کامل عدت پوری کرین - حاملہ ہو تو وضع حمل تک انتظار کرے - اور جسکا خاوند فوت ہوجاوے یا حایض ہو یا غیر حایض تو اُسکو چار ماہ دس دن تک عدت کا انتظار فرض ہے جسکا زوج فوت ہوگیا اُسکا خرچ کسی پر واجب نہین - اپنا مہر وصول کردہ سے اوقات بسر کرے - اب عدت مین مشکل یہ ہے کہ غیر حایض یعنے بالغہ جسکو ہنوز حیض نہین آیا وہ عدت مین تھی کہ حیض شروع ہوگیا تو اب اسکو عدت حیض کی شروع کرکے ختم کرنی چاہئے - اور جو عورت حایض عدت مین حیض کا انتظار کرتی تھی - دو حیض گذرے کہ تیسرا بند ہوگیا - اب یہ بندش سن ایاس کی ہے تو دو حیض کے بعد تین ماہ کی عدت پوری کرے - اگر یہ بندش سن ایاس کی نہین یعنے وہ کم عمر کی ہو تو علاج سے حیض جاری کرے - اور حیض جاری ہونے تک عدت علاج خواہ چھماہ تک یا ایک سال یا دو سال تک ممتد ہووے عدت مین شمار ہوگی - صحت پاکر ایک حیض تیسرا عدت مین بیٹھے - دو حیض گذشتہ عدت مین محسوب ہونگے - دو قسم کی عدت جمع نہین ہوسکتی یا عدت

شبہ ہو کہ ہوگی یا حیض کی - ایک قسم کی عدت مین دوسری قسم کی عدت شروع ہوجاوے تو پہلی عدت ناقصہ باطل ہے - دوسری عدت کامل چاہئے ؞

فصل

جس عورت اور مرد کے درمیان فرقت واقع ہو اور قصور عورت کا ہی ہو یا عورت نافرمان ہے جسکو عربی مین ناشزہ کہتے ہین - اس حالت مین نفقہ عدت کا اور ایام نشوز کا ذمہ زوج کے نہین - اور جسکا شوہر فوت ہوجاوے تو اُس کا بھی ذمہ زوج کے نہین ؞

مسئلہ کفو

اگر کسی نے گھر والون کو دھوکا دیا اور کہا کہ مین تمہارا ہی کفو ہون اس دھوکہ پر انہون نے برضا ورغبت لڑکی کے نکاح کر دیا - پھر ظاہر ہوا کہ وہ رذیل تھا تب انکو اختیار فسخ کا ہے - نکاح باپ ہو - دادا یا چچا یا خود عورت ہو - اگر عورت خود غیر کفو سے نکاح کرے تو فتوی یہ ہے کہ یہ نکاح ناجایز ہے - جیسا شامی اور درمختار مین ہے ؞

تنبیہ

طلاق مین نسبت سوے زوجہ یا بدن زوجہ یا شکم یا سر یا سینہ وغیرہ اعضا جنکے نہ ہونے سے اُسکی جان جاتی رہے ضروری ہے یعنے اس طرح کہے - تجھکو یا تیرے پیٹ کو یا سر کو طلاق دی - اگر کہے کہ تیرے ہاتھ کو یا ناک کو یا کان کو یا ٹانگ کو یا پیر کو طلاق دی تو وہ طلاق نہین - مگر نسبت اول مین یہ ضرور ہے کہ نسبت واضافت دل سے مراد ہو - اگر زبان پر جاری ہوجاوے - جیسا کاتب لکھتے وقت لکھے یا کہے اَنْتِ طَالِقٌ یا استاد تعلیم کے وقت یہ لفظ کہے کہ کُنْتِ اَمْرَأتِی

یا شاگرد کہے یا کاتب طلاق نامہ لکھنے والا لکھے یا کہے میری عورت مجھ پر حرام ہے
یا مطلقہ ہے - تو ان صورتوں میں طلاق واقع نہیں ہوتی - کیونکہ ان کا دلی ارادہ
نہیں کہ اپنی عورت کو طلاق دیں - ویسا ہی اگر کوئی چالاک کسی جاہل کو کہے کہ یہ
وظیفہ پڑھ امرأتی طالق - اور وہ جاہل پڑھے اور اسکے گواہ ہوں چالاک
کہے کہ اسکی عورت پر طلاق پڑ گئی - تو یہ دھوکا چالاک کا چل نہیں سکتا - کیونکہ اس
جاہل کو اس لفظ کے معنے معلوم نہیں اور نہ نسبت کا ارادہ ہے - خلاصہ یہ کہ
جیسا طلاق میں نسبت بیوی کے زوجہ دل سے مراد رکھنی فرض ہے - ویسے نکاح میں
کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا - اگر کوئی دھوکا دے عربی میں کہلاوے تو زوجتکِ
دوسرا کہے قبلتُ اور معنوں سے ناواقف ہوں - اور نسبت مراد دلی نہو تو
نکاح منعقد نہیں ہوتا - یہ ضرور نہیں کہ لفظ طلاق اور نکاح کے معنے جانتا ہو یعنے
اتنا جانتا ہو کہ ان سے نکاح یا طلاق ہوجاتے ہیں - اور نسبت کا ارادہ دلی ہر
ایک میں یعنے طلاق و نکاح میں ضروری ہے ٭

تنبیہ

طلاق دینے والا بالغ عاقل ہوشیار ہو - نابالغ اور مجنون اور مدہوش اور سوتے کی
طلاق غیر واقع ہے ٭

مسئلہ ضروری

سب علما لکھتے ہیں کہ مخمور کی طلاق واقع ہے یعنے جو شخص خمر بارادہ خرابات پیوے
اور اس مستی میں طلاق دیوے تو وہ طلاق واقع ہے - اگر خمر بے ذوق کسی مرض کے
یا بسبب دفع تشنگی کے جہاں پانی میسر نہو بخوف ہلاک پیوے یا برائے دفع مرض
پیوے بطور علاج استعمال کرے یا خمر اُسکے دماغ میں درد سر پیدا کرے اور ام درد
سر سے بے عقل ہو جاوے تو ان صورتوں میں طلاق اُسکی غیر واقع ہے اور غصہ

کی حالت کی طلاق تحقیق طلب ہے - اگر غصہ اس درجہ کا ہے کہ اُسکے دماغ میں بخارات
جمع ہوکر بے عقل کر دے - اور ہذیان بکنے لگے جس میں تمیز نیک و بد کی نہ رہے -
مثل خمر کے ہے جو دماغ میں تغیر سے خلل پیدا کر دے تو اس حالت کی طلاق شارع
نے غیر واقع فرمائی ہے - مگر یہ مسئلہ اُنکے واسطے جو صاحب ایمان ہیں اور خوف خدا
دل میں رکھتے ہیں - اور وہ اپنی حالت سے واقف ہیں کہ حالت مدہوشی اور
ہوش کی تمیز کر سکتے ہوں - ورنہ جہال ضعیف الایمان تو بہانہ طلب ہوتے ہیں وہ
یہی چاہتے ہیں کہ کسی حیلہ سے طلاق دی ہوئی عوام کے نزدیک ناجائز ہو جاوے
خوف خدا اُن کے دل میں نہیں اسواسطے انکا عذر کہ ہم نے غصہ میں طلاق دی تھی
شرع میں مسموع نہیں ٭

مسئلہ

اگر کسی نے اپنے صغیرہ کا نکاح کسی خاندان والے لڑکے سے کر دیا جس خاندان کے
سب لوگ صالحین ہیں اُسکو صالح سمجھا جب لڑکی بالغ ہوئی تو اُسکو شارب
الخمر پایا - تو لڑکی کو اختیار ہے بلکہ عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ نکاح باطل ہو جاویگا ٭

بیان الطلاق

طلاق دو قسم ہے ایک صریح - دوسری کنائی - صریح عربی میں لفظ طلاق کا
ہے - اور اردو میں چھوڑی - پنجابی میں چھڈی - فارسی میں ہشتم ترا از زنی "
اللہ تعالے نے ہر زبان میں ایک لفظ یعنے طلاق صریح بنایا - خواہ پشتو میں یا ترکی
میں یا فارسی میں یا ہندی میں یا انگریزی میں جو معنے طلاق کے ہیں - وہ عقد نکاح
توڑتے ہیں - جیسا کہ شامی میں لکھا ہے - صریح الطلاق مالم یستعمل
الا فیہ ولو بالفارسیۃ - یعنے صریح طلاق وہ لفظ ہے جو عقد نکاح توڑتے ہیں

مستعمل ہو - اگرچہ فارسی زبان مین ہو - اور فقہا لکھتے ہین - و فی کل لغۃ طلاق صریح - یعنے ہر بولی مین طلاق صریح ہے ⁕

کنائی - جو لفظ سوائے صریح کے بولا جائے - جسکے معنے نکاح توڑنے وغیرہ کے ہو سکین - تو اس قسم کی طلاق مین شرط ہے کہ یا نیت مقرون ہو - یا قرینہ حالیہ عقد نکاح کے توڑنے پر دلالت کرتا ہو - اگر اس مین نیت اور قرینہ نہو تو تب طلاق واقع نہین ہوتی - اور قرینہ طلاق کا - مذاکرہ طلاق ہے یعنے باہم زوجین کے طلاق کا ذکر آیا ہو - یعنے عورت نے کہا ہو کہ مجھکو طلاق دے - یا مرد بولے کہ مین طلاق دیدونگا - یا کہے اگر تو طلاق چاہتی ہے تو جا تیرے چارون رستے کھلے ہین - اپنی مان باپ کے پاس چلی جا یا خاوند کرلے ⁕

الفاظ کنائی جو کتب مین درج ہین وہ یہ ہین

نکل - جا - کھڑی ہوجا - اوڑھنی اوڑھ - پردہ کر - انتقال کر - (جگہ بدل) چلی جا - اوپری بن یا بے خاوند ہو - اکیلی ہو - تو خالی ہے - تو جدا ہے - تو حرام ہے - تو کٹی ہے - تو ٹوٹی ہے - عدت مین بیٹھ - رحم اپنا پاک کر - تو ایک ہو - تو آزاد ہے - تو مختار ہے - تیرا کام تیرے ہاتھ - مین نے تجھ کو بے قید کر دیا - مین تیرے سے جدا ہوگیا ⁕

ان مین سے (۱) سے (۹) تک کے الفاظ کنائی طلاق محتمل طلاق اور رد کے ہین - اور (۱۰) سے (۱۵) تک کے الفاظ کنائی طلاق و دشنام کے محتمل ہین - اور باقیماندہ یعنے (۱۶) سے لیکر اخیر تک کے الفاظ متعین بجواب سوال زن ہین - یعنے جو سوال کرتی ہے یہ اُسے منظور کرتا ہے - اگر طلاق مانگتی ہے تو طلاق ہے - اگر اور کچھ مانگتی ہے تو وہ ہے ⁕

یہ الفاظ تین قسم کے ذہن بیٹھے لکھے گئے ۔ اور مرد کی بھی تین حالتین ہین (۱) حالت رضا (۲) حالت غضب (۳) حالت مذاکرۂ طلاق (۱) حالت رضا مین تو تینون اقسام یعنے سب الفاظ محتاج نیت کے ہین - اگر نیت طلاق کی ہے تو طلاق ہے ورنہ نہین - مگر یہ بات کہ نیت اُسکی مسلمانون کی نہین تھی سوائے قسم کے

نامنظور رہے - اگر قسم سے انکار کرے اور حاکم کے پیش پہو تو وہان بھی انکار کرے تو حاکم دونون مین تفریق کریگا - غضب کی حالت مین دونون قسم اول نیت پر موقوف ہین - اور حالت مذاکرۂ طلاق مین فقط قسم اول الفاظ کا موقوف بہ نیت ہو - دوسرا تیسرا قسم موقوف نیت پر نہین - بلکہ ان الفاظ سے اس حالت مین طلاق واقع ہوجاتی ہے کیونکہ دلالت حال نیت کی قائم مقام ہے بلکہ نیت سے قوی تر ہے - کہ نیت مخفی اور یہ ظاہر ہے - کیونکہ اگر اس لفظ سے رد انکاری ہو تو عورت اُس حالت پر شہادت قائم کرسکتی ہے - اور طلاق لے سکتی ہے - ہان نیت کے اقرار پر بھی شہادت قائم کرسکتی ہے ⁕

یہ تین قسم کے کنائی الفاظ جو تین حالتون مین بولے جاتے ہین اور جو صفحہ ۲۲ پر لکھے گئے ہین اس نقشہ ذیل سے بخوبی ظاہر و عیان ہین -

	الفاظ محتمل طلاق و رد	الفاظ محتمل طلاق و دشنام	الفاظ محتمل بغیر رد طلاق
	نکل - جا - کھڑی ہوجا - اوڑھنی اوڑھ - پردہ کر - جگہ بدل - چلی جا - اوپری بن - اکیلی ہو	تو خالی ہے - تو جدا ہے - تو حرام ہے - تو الگ ہو - تو کٹی ہو - تو ٹوٹی گئی ہے -	عدت بیٹھ - رحم اپنا پاک کر - تو ایک ہو - تو آزاد ہو - تیرا کام تیرے ہاتھ - یعنے تجھ کو بے قید کر دیا - مین تیرے سے جدا ہوگیا -
حالت رضا	محتاج نیت	محتاج نیت	محتاج نیت
حالت غضب	محتاج نیت	محتاج نیت	واقع بلا نیت
حالت مذاکرۂ طلاق	محتاج نیت	واقع بلا نیت	واقع بلا نیت

نوٹ - طلاق صریح اور کنایات مین بعض الفاظ (۱) عدت بیٹھ (۲) اپنا رحم پاک کر (۳) تو ایک ہو [illegible] طلاق رجعی واقع ہوتی ہے - اور باقیات سے طلاق بائن [illegible] طلاق [illegible] جب عورت [illegible] اختیار کیا تب طلاق واقع ہوگی ورنہ [illegible] ایک مسئلہ یہ ادلہ [illegible] ⁕

لفظ حرام کا کہ تو مجھ پر حرام ہے - متقدمین علما نے اسکو طلاق کنایہ فرمایا - یعنے طلاق مین شرط وقوع طلاق کنایہ جو قرینہ یا نیت ہے پائی جاوے تو طلاق بائن ہوگی - سوائے نکاح کے رجوع نہین کرسکتا - اور متاخرین نے اس لفظ کو طلاق صریح فرمایا ہے کیونکہ عرف عام مین یہ لفظ مستعمل طلاق مین ہوتا ہے - پس اس لفظ کے بولنے سے طلاق واقع ہوجاویگی - نیت ہو یا نہو - اور اسطے وسکے واقع ہونے سے اگر ایک یا دو بار ہو تو عدت مین رجوع کرسکتا ہے نکاح کی ضرورت نہین اور بعد عدت محتاج نکاح کا ہے - سوائے نکاح کے رجوع ناممکن - اور طلاق خلع اُس طلاق کا نام ہے کہ عورت کچھ روپیہ دے کر جنس مہر سے ہو یا خود مہر معاف کرکے شوہر سے طلاق لیلیے - اسکے معاوضہ مین اگرچہ ایک طلاق صریح ہو تو بھی بائن ہے - سوا نکاح کے حلال نہین ہوتی ۔

بعد از نکاح چھ ماہ کامل پر بچہ پیدا ہو تو صاحب فراش کا ہے - اگر قبل از چھ ماہ پیدا ہو تو اُسکا نہین غیر کا ہے - کیونکہ بچہ چھ ماہ سے کم ناتمام رہتا ہے - چھ ماہ مین کامل ہوتا ہے - اسلئے شرع شریف نے چھ ماہ میعاد نقصان و کمال جنین کے رکھے ۔

فی ثبوت النسب

بنکاح صحیح ہو یا بنکاح فاسد - اولاد صاحب فراش کی ہو - اگرچہ زبانی نفی کرے جبتک لعان نہوجاے اور لعان بدون قاضی ناممکن ہو - لعان یہ ہو کہ زوج نفی ولد کی کرتا ہے - زوجہ نے حاکم کے پاس استغاثہ کیا - حاکم نے بلاکر زوج سے کہا کہ تو نے یہ تہمت سچی لگائی یا جھوٹی - اگر وہ چار بار کہے کہ مین اس تہمت لگانے مین سچا ہون - اور پانچوین دفعہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اسپر لعنت خدا - اور حاکم عورت سے پوچھے اسکا کیا جواب سچا ہے یا جھوٹا - اگر کہا کہ سچا ہے تو عورت پر

حد جاری کرے - اگر کہے جھوٹا ہے تو حاکم چار دفعہ اس سے کہلا لے کہ وہ جھوٹا ہے - اور پانچوین دفعہ کہلا لے کہ اگر وہ سچا ہو تو مجھ پر غضب خدا کا - پس حاکم دونون مین تفریق کرے - ولد کو والدہ کے حوالہ کر دے - اب بعد لعان کے نفی ولد کی ثابت ہوگی - اور قبل از لعان یہ ولد صاحب فراش کا ہے - اس ملک مین قاضی سلطانی کوئی نہین لعان ناممکن - پس اولاد صاحب فراش کی ہے ۔

طلاق المریض و طلاق الفار

اس طلاق دہندہ کا نام فار ہے - کوئی مرض الموت مین جسکے سبب کار روائی خارج از بیت سے عاجز ہے - اپنی عورت کو طلاق بائن دیدے - ہنوز عدت نہین گذری کہ وہ مرگیا - تو وہ عورت وارث ہوگی - مگر اگر عورت خود طالب طلاق بائن یعنے تین طلاق یا ایک طلاق بائن یا طالب خلع ہو یا بعد طلاق ابن الزوج سے تقبیل یا مطاوعت بالزنا کرے تو اس صورت مین وارث نہین ہوگی - اور مطلقہ بطلاق رجعی خواہ طلاق بحالت صحت یا بحالت مرض کا خود عورت طلب طلاق رجعی کی کرے اور وہ طلاق بائن دیدے اور ہنوز عدت مین ہے کہ وہ فوت ہوگیا تو بہرکیف یہ عورت وارث ہوگی ۔

(اولیاء)

یعنے رشتہ داران جو مالک نکاح نابالغ کے ہون اُس ترتیب سے ہین -

اول باپ - پھر دادا - پھر پڑدادا - پھر بھائی حقیقی پھر علاتی یعنے سوتیلا پھر اخیافی -

پھر اُنکی اولاد ذکور - پھر ماں - پھر دادی - پھر نانی و نانا - خالو خالہ - پھر اُن کی اولاد - جس طرح یہ رشتہ دار وارث ترکہ کے ہوتے ہین ویسے مالک نکاح کے ہین - اسیطرح اُس نابالغ کی پرورش مین ذمہ دار ہوتے ہین -

اگر کوئی عورت مجنون ہو تو اُسکے نکاح کے مالک اول بیٹا ہے - پھر پوتا - پھر باپ دادا بہ ترتیب مذکور اگر باپ دادا نکاح کر دے تو وہ نکاح لازم ہوجاتا ہے - وقت بالغ ہونے نابالغ کے اُسکو نکاح توڑنے کا اختیار نہین ہوتا اگر سوائے باپ دادا کے دوسرا ولی نکاح کرے تو جب صغیرہ بالغ ہو تو اُسکو اُس وقت اختیار ہے کہ اُس نکاح کو نامنظور کرے - مگر اُسکی نامنظوری نکاح توڑ نہین سکتی - جبتک قاضی سلطانی نہ توڑے - پس اس ملک مین نکاح صغیرہ کا مشکل ہے - جب نکاح ولی کا لازم نہوا - اور صغیرہ بوقت بلوغ ناخوش رہی اور قاضی سلطانی حاضر نہین تو یہ معاملہ کس طرح طے ہوگا صحبت اُس نابالغہ کی بحالت ناخوشی ناجائز اور فسخ نکاح بھی ناجائز - اس کا وبال در گردن ولی ایسی کے ہے - کہ اُس نے یہ وبال بسبب جہالت مسئلہ کے اپنی گردن پر کیون لیا - یہ صحبت حرام کس طرح حلال بنے گی - پس حل اس اشکال کا یہ ہو کہ اس ملک مین نکاح نابالغ کا نہ کرے - جس طرح وارث ترکہ کے بنتے ہین - اُسی طرح کفیل اُس کے نان و نفقہ کے بنینگے - جب بالغ ہو تو برضی اُسکے اُسکا نکاح کرین - یہ رواج ہنود کا مسلمانون مین جاری ہے - یہ مسلمان ناعاقبت اندیش جاہل از احکام دین خود نابالغان یتیمان کو چاہ بلا مین ڈالتے ہین - اللہ تعالے ہادی ہے وہ اُنکو راہ راست پر لاوے - آمین ۔

مسئلہ حضانت

یعنے پرورش بچہ یتیم

جب کوئی بچہ یتیم رہجاوے اور اُس کا بچہ شیر خوار رہ جاوے - تو حق پرورش

یعنے شیر دہی اور تربیت خدمتگذاری حق ماں کا ہے - اور خرچ خوراک و لباس و علاج مرض کا ذمہ دار دادا و بھائی و چچا وغیرہ بہ ترتیب وار ہونگے جب ماں کا کام خدمت کا ہے - اگر وہ عورت کسی بچہ کے غیر محرم کے ساتھ نکاح کرے یا بچہ کو تنہا چھوڑ کر بےضروری کام چلی جاوے - یا فسق و فجور کا کرے - یا نماز نہ پڑھے تو حق پرورش بچہ کا زائل ہوجاویگا - بچہ لیکر اُس کی نانی یا خالہ یا دادی یا پھوپھی کو دیا جاوے - مگر خرچ ذمہ داری اقرب کے ہوگا - اگر ولی اقرب کوئی نہو تو وہی خالہ یا پھوپھی والی قریب بن جاویگی تو خرچ اپنے پاس سے کھلاوین - لڑکا سات برس کا ہوجاوے اور لڑکی نو برس کی ہوجاوے تو اُس وقت حضانت زائل ہوجاویگی - اور ولی کو اُسکی تعلیم اور حرفہ اور وجہ معاش سکھانی واجب ہے - جس کا ولی نہو اُس کا خرچ ذمہ سلطان اسلام کے ہے - جس کا نائب قاضی سلطانی ہے - اب اِس ملک مین تو سلطان ہے نہ قاضی سلطانی - یہ مشکل اس طرح پر حل ہو سکتی ہے کہ اہل اسلام ہر محلہ مین اس بات کی انجمن قائم کرین جو کفیل یتیمون کی ہو ۔

مسئلہ جہیز

عطیہ والدین - و زیور لباس عطیہ زوج

اس مسئلہ مین بڑی تفصیل ہے مگر شرفا مین کوئی اشکال نہین جس سے نزاع پیدا ہو - کیونکہ شرفا جو کچھ جہیز دیتے ہین اسکا مالک کر دیتے ہین وہ سب کچھ عورت کا ملک ہے - شوہر کا کچھ دخل نہین - اور جو کچھ شوہر یا رشتہ داران شوہر لڑکی کو دیتے ہین وہ دو قسم ہے - ایک نقد و زیور - دوم پارچات و شیرینی تو جو ہدیہ ہو - جسکے عوض مین زوج کو اُسکے رشتہ دار پارچات و شیرینی ضیافت دیتے ہین - اس قسم کا لین دین ہبہ بعوض ہے - یہ واپس نہین ہو سکتی - اگر نزاع ہوجاوے اور یہ تحفہ جات باہو واپس کرنا چاہین

تو واپس نہین ہو سکتے - یہ مسئلہ کتاب الہبہ مین مفصل مبین ہے - کہ ہبہ زوج کا
زوجہ کو - اور زوجہ کو زوج کو واپس نہین ہو سکتا - اور ہبہ بالعوض بھی واپس
نہین ہو سکتا - اگر کوئی واہب یا موہوب لہٗ مرجاوے تو بھی ہبہ واپس نہین
ہو سکتا ہ

اب شبہ زیور مین ہے جو زوج یا اہل زوج زوجہ کو بروقت نسبت ناطہ یا بروقت
نکاح دیتے ہین - یہ دینا کس قسم کا ہے - فقط نمایش کے واسطے ہے یا اداے
مہر کے واسطے یا ہبہ محبت کے واسطے ہے - اس بات کی تحقیق بروقت عطا وتسلیم
کرلنی ضرور ہے - شرع مین شرم نہ چاہئے - یہ جاہل لوگ اُسوقت دریاے
شرم وحیا مین غوطہ لگاتے ہین اور اپنی نمایش وعزت کے واسطے زیور قیمتی
زاید برحیثیت ذاتی ومالی جوش مین آکر اپنا مکان رہن رکھکر یا قرضہ لیکر
زیور حسب خواہش ومرضی خاطر زوجہ ورشتہ داران زوجہ دیتے ہین - یہ
بات نہین کھلتی کہ یہ عطایا کس قسم کے ہین - اگر مہر مین دین اُسکا نام لیوین
کہ اس قدر مہر ہے - اور اس قدر زیورات وزن کیا جاوے مساوی مہر کے
ہے یا کم یا بیش - اگر کم ہے تو بروقت نکاح نکاح خوان کو لازم ہے کہ روبرو گو
شاہدین زوج سے یہ اقرار کرالے کہ اتنا مہر ادا کیا گیا - اور جو حصہ باقی ہو
اُسکا نام لے کہ باقی ہے یا ثلث یا ربع یا خمس ؞
اور اس اقرار کو لکھا جاوے تو بہتر ہے - اگر زیور مساوی مہر کے ہے - یا
زاید ہے - تو بھی بیان کیا جاوے تاکہ پھر دعویٰ مہر کا ازجانب زوجہ و
رشتہ داران زوجہ نہو سکے - اور احسان زوج کا زوجہ پر رہے - جو حق
متاخر تھا آیندہ کے واسطے اُسکے ذمہ لگایا تھا اسنے ابتدا مین بخوشی
ادا کردیا - پس زوجہ اس زیور مین تصرف مالکانہ کریگی - شوہر سے اجازت
لینے کی محتاج نہین - اور اگر یہ زیور فقط نمایش وزینت ہو بروقت نکاح
نکاح خوان ذکر کردیوے کہ یہ زیور ملک زوج کا ہے اور مہر اسقدر ہے -
جسکا نصف معجل ہے اور نصف مؤجل ہے - معجل کے یہ معنے کہ وہ بعد عقد نکاح
کے واجب الادا بذمہ زوج ہے - اگر نہ دیوے گا تو اس عورت کو ختیار ہو

کہ اُسکی خلوت مین نہ جاوے - اگر دیدیوے تو وہ خلوت سے عذر نہین کرسکتی
اگر عذر کرے تو جبر کرسکتا ہے - جب خلوت ہوچکی تو مہر مؤجل جسے باقی بذمہ
زوج واجب ہو جاتا ہے - اُسکا دینا عند الطلب زوجہ واجب نہین واجب
الادا ہوگا - جب کوئی وفات پاوے یا طلاق واقع ہو - اب اس ملک کا
رواج اس تحقیق سے خاموش ہے جس سے نزاع پیدا ہوتا ہے - اگر زوجین
سے کوئی مرجاوے تو رشتہ داران زوجہ یا خود زوجہ مدعی مہر کے ہوتے ہین -
وہ عطایا زیور وغیرہ یا نقد پر باوہ اُنکا نام ونشان نہین - اتنا نہین سمجھتے ابتدا
نسبت ناطہ سے تا وقت رخصت زوجہ از خانہ والدین کیا کچھ دیا گیا - اگر
شمار کرین تو اس مہر سے چند در چند ہو جاتے ہین - شوہر اتنا تو دولتمند نہین
کہ اس قدر پارچات شیرینی اور زیورات بطور تحفہ کے دیدے - زوج اہل
زوج اس درجے کے نہین کہ کوئی اُنہین اس قدر تحفہ دیدیوے - اصل بات یہی
ہوتی ہے کہ شوہر اور اہل شوہر سمجھتے ہین یہ سب چیز رکھا ہوا ہمارے گھر آتا ہے
فقط نمایش عوام کے واسطے ہے - عوام سمجھتے ہین اس قدر اس نے دیا - اور
وہ سمجھتا ہے کہ سب کچھ ہمارے گھر مین ہے - کیونکہ جب اسکو ضرورت پڑتی
ہو وہی زیور لیکر فروخت کرتا ہے - اگر زوجہ نہ دیوے تو جبراً لیتا ہے - جس
سے صاف واضح ہے کہ عطایا مین اُسکی نیت صرف نمایش تھی - اور بڑے تاجرون کا
رواج ہے - جب عورت مرجاوے تو زیور عطیہ زوج زوج لے جاتا ہے اور والدین
زوجہ اپنا عطیہ جہیز کا لے جاتے ہین - اگرچہ یہ لوگ خاص ان عطایا کو ہبہ و تملیک
سمجھتے ہین اور اس قدر نقد وہ جو ہبہ تملیک کردین - اور دینے والے یہ
رتبہ رکھتے ہین کہ یہ اتنا ہدیہ دین اور اس قدر لین - کیونکہ وہ بڑے دولتمند ہوتے
ہین باہمی کی ضیافتون مین صدہا روپیے نچھوڑنے خاطر خرچ کرتے ہین - مگر اُن افراط
کو اپنی دولت کی نسبت ایسا تصور کرتے ہین جیسا مفلس آدمی اپنی کوڑی کو ایک
ٹکڑا فقیر کو یا کتے کو ڈالدے - چنداں اسکو ناگوار نہین ہوتا - پس ان دولتمندون
کا یہ فیصلہ کہ بروقت وفات زوجہ کے اپنا اپنا زیور لے جاتے ہین - خلاف
شریعت ہو - بلکہ بروفات زوجہ مسئلہ فرائض کا بحضور کل برادری علما سے لکھایا

کرتے ہیں - اس طور پر -

مسئلہ ۳۲ — زوجہ — ترکہ زیور

زوج ۹ / ۲۴	ابن	بنت	ام	اب
	۱۰	۵	۴	۶

مسئلہ — زوج

زوجہ	ابن	بنت	ام	اب
۹	۲۶	۱۳	۱۲	۱۲

اس کو ہیں سب وارث شریک ہیں - ترکہ زوجہ کا وہی ہو جو انکا ذاتی ملک ہو - اب معلوم کرنا ضروری ہے کہ زوجہ کا خوراک ونفقہ - لباس - علاج اور کفن بذمہ زوج واجب ہو - جو کچھ پارچات جہیز میں اُسکو طرفین سے ملے تھے وہ مالک بھی چاہے بہن کو دے یا بھائی کو خواہ فروخت کرے - زوجہ کو ایسی ضروریات اکثر پیش آتی ہیں جن میں یہ پارچات کافی نہیں ہوتے - مثلاً اسکی بہن کی شادی ہو تو یہ اسکو صلہ رحمی کے واسطے پارچات اور زیور دیتی ہے - اور یہ پارچات زیور اپنا ملک ہو یا شوہر کا - اگر شوہر کے ملک سے لیا ہو باجازت ہو یا بلا اجازت - اگر بلا اجازت ہو تو یہ خائن ہے - جس قدر یہ مال بلا اجازت لیا اُسیقدر مہر سے وضع کیا جاوے اُسکو وصول ہو چکا - اگر باجازت شوہر کے ہو تو دیکھنا چاہیے کہ وہ اُسکا مقروض تھا وہ اس نے یہ رقم اپنے قرضہ میں ادا کی - یا تحفہ دیا - نیت اگر تحفہ ہو تو ضبط - اگر نیت ادائے قرضہ ہے تو زوجہ کو بحضور شاہدین اطلاع کرے کہ اس قدر مہر ادا کیا گیا - فقط ایسی ایسی ضروریات بالاتی عورت کے در پیش آتی ہیں - انکے اجرا میں جو کچھ خرچ ہو وہ ذمہ زوج کے نہیں - اس خرچ کے دینے میں زوج مجبور کیا جاتا ہے وہ مسئلہ سے ناواقف ہو - ناحق زیر بار ہوتا ہو - مقروض ہو جاتا ہے - مکان فروخت کرتا ہے یا رہن رکھتا ہے - جب مرتا ہے تو عورت بھری مدعی بنتی ہے - یہ قباحتیں بےعلمی کے سبب دین اسلام میں معاودت دنیا و آخرت کی ہے - جب احکام اسلام کے نہ جانے تو دنیا اور آخرت میں رسوا اور ذلیل ہوا -

نکاح فرض تھا یا واجب یا سنت - اگر عبادت سمجھ کر کرتا اور احکام نکاح سے واقف ہوتا تو اس بلا میں نہ پڑتا - سب احکام اسلام سے اول درجہ کا ایمان ہے - پھر نماز - پھر احکام نکاح و طلاق - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ارکان اسلام کے پانچ ہیں - اول کلمہ شہادت - دوم نماز - سوم زکوٰۃ - چہارم روزے ماہ رمضان - پنجم زیارت بیت اللہ شریف ۔ یہ پانچ اساس اسلام کے ایمان کے تخت پر رکھے گئے ہیں - ایمان کا مقام مومن کا دل ہے - کلمہ شہادت کا مقام زبان - اور نماز کا مقام سارا بدن حسب طاقت - اگر قیام کی طاقت ہو تو قیام کرے - اگر طاقت بیٹھنے کی ہے قیام کی نہیں بیٹھ کر نماز پڑھے - اگر جلوس کی طاقت نہیں تو اپنی کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھے - اگر کروٹ پر لیٹنے کی طاقت نہیں تو چت لیٹ کر قبلہ کیطرف رخ کرکے سر کے نیچے تکیہ رکھے - رکوع و سجود کا اشارہ کرے - زکوٰۃ و روزے ہیچ مشروط بشرائط ہیں - زکوٰۃ میں مال تجارت کا کسی جنس کا ہو یا سونا چاندی نصاب زکوٰۃ کے ہوں یا روپے نقد ہوں - نصاب پر سال گذر جاوے اور نصاب بھی بقدر سوا ۵۲ روپے کے مساوی ہوں - یا سونا سوا ۷ تولہ اس سے کم نہ ہو - جتنا زیادہ ہو اسی حساب سے ہو - چالیسواں حصہ دے - روزہ میں شرط ہے کہ بیمار اور مسافر نہ ہو - اور حج میں شرط ہے کہ تندرست راستہ کا امن ہو - اور خرچ آنے جانے کا سواری اور خوراک کا اور عیال و اطفال کا رکھتا ہو - اور نکاح میں فقط اتنی شرط ہے کہ اپنا اور زوجہ کا خرچ اور مہر معجل ادا کر سکتا ہو - اور مزاج کا تندرست ہو کہ حق زوجہ کا ادا کر سکے - نکاح حرام سے بچاتا ہے جس سے بچنا فرض ہے - اور اس میں اتباع سنت نبوی کا ہے - اس میں خوشی خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے والدین کی ہے اور دوستوں کی ہے - اس میں بہت احتیاط چاہیے - یعنی کفو ملحوظ رکھے - اور ادائے حقوق زوجہ فرض کامل جانے ۔

شیطان کو نکاح کرنے سے بڑا رنج ہوتا ہے - طلاق سے بہت خوش ہوتا ہے - خدا تعالےٰ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ناخوش ہوتے ہیں - اگر فساد دین پیدا ہو جاوے - سوائے جدائی زوجہ کے سلامتی دین غیر متصور ہو تو اسکا دفعیہ زجر و توبیخ

وزد و کوب زوجہ سے نہ ہو سکے تو مجبوراً حسب الحکم باریتعالےٰ ایک طلاق بروقت
پاک ہونے عورت کے حیض سے اور اُسکے غسل کرنے قبل از وطی ایک طلاق
دے - اگر حیض میں طلاق دیگا یا بعد وطی کے دیگا یا اکٹھی تین طلاق دے گا
تو گنہگار ہوگا - اکٹھی تین طلاق دینے والے کو خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دُرے مارتے
تھے کہ تم نے یہ حرام کام کیون کیا - سب صحابہ و علماء اہل سنت والجماعت کا
اتفاق ہے کہ تین طلاق اکٹھی دینی حرام ہیں - جن سے نکاح ٹوٹ جاتا ہو سوا حلالہ
کے اُسکے ساتھ نکاح کرنا ناجائز ہے - اس ملک کے جاہل میں جو مروج ہیں کہ ادنے
بات پر تین طلاق دیدیتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ تین طلاق کے ساتھ چھوڑی
یا اسی پر تین طلاق ہیں - اس لفظ میں مخالف عالم داود یا محمد بن اسحاق یا طاہر
سب اسکو تین طلاق کہتے ہیں - انکا خلاف ہو تو فقط ان الفاظ میں ہو جو عرب
میں کہتے تھے اَنْتِ طَالِقٌ - اَنْتِ طَالِقٌ - اَنْتِ طَالِقٌ -
دوسرے اور تیسرے لفظ کو تاکید پہلے لفظ کی بناتے تھے - جسکو حضرت خلیفہ ثانی
نے مردود کردیا - اور سب اصحاب اور مجتہد اس حکم پر متفق رہے - اور حکم
خلیفہ ثانی کو حکم خدا و رسول کریم سمجھتے - اور فرمایا کہ
اگر کوئی برخلاف حکم عمری کے کوئی
قاضی سلطانی حکم فرماوے
تو ناجائز و باطل
ہے -